بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ٹیلیفون نمبر ۹۱ — رجسٹرڈ نمبر ایل نمبر ۳۵

اَلْفَضْلُ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ — عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

الفضل
خطبہ نمبر (۱) — قادیان

ایڈیٹر رحمت اللہ خاں شاکر — یوم یک شنبہ

جلد ۳۱	۲۴ ماہ صلح ۱۳۲۲ ہش	۱۷ ماہ محرم الحرام ۱۳۶۲ ھ	۲۴ جنوری ۱۹۴۳ء	نمبر ۲۱

مدینۃ المسیح

قادیان ۲۳ صلح ۱۳۲۲ ہش سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے متعلق دس بجے صبح کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ حضور کی طبیعت بائیں دور دنقرس کیوجہ سے ناساز ہے احباب حضور کی صحت کاملہ کیلئے دعا فرمائیں

کل خطبہ جمعہ حضور نے پڑھا جس میں چندہ تحریک جدید کے وعدوں کی لسٹیں جلد سے جلد مرتب کر کے مرکز میں ارسال کرنے کی طرف احباب جماعت کو توجہ دلاتے ہوئے فرمایا۔ میں نے ہندوستان کے ان علاقوں کے لئے جہاں اردو بولی یا سمجھی جاتی ہے۔ ۳۱ جنوری آخری تاریخ مقرر کی تھی جماعت کے بہت سے حصہ نے جلسہ سالانہ سے پہلے ہی اپنے وعدے بھجوانے کی کوشش کی۔ اور گزشتہ سالوں کی نسبت جلسہ سالانہ تک وعدوں کی جو آمد تھی۔ وہ پہلے سے بہت زیادہ تھی لیکن جلسہ سالانہ کے بعد جو دوست باقی رہ گئے تھے۔ ان کے وعدوں کی آمد کی رفتار نہایت ہی سست ہو چکی ہے۔ اور اب صرف تھوڑے دن وعدوں کی روانگی میں رہ گئے ہیں۔ اس لئے میں ایک دفعہ پھر جماعت کے دوستوں کو توجہ دلاتا ہوں خصوصاً کارکنوں کو کہ وہ اپنی ذمہ داری کو سمجھتے ہوئے اپنی اپنی جگہ کی لسٹوں کو جلد سے جلد مکمل کر کے بھجوا دیں۔ اسی طرح جو افراد باقی

خطبہ جمعہ

حج اور جلسہ سالانہ کے جمعہ کو شروع ہونے سے نیک فال

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

فرمودہ ۲۵ ماہ فتح ۱۳۲۱ ہش مطابق ۲۵ دسمبر ۱۹۴۲ء

مرتبہ: مولوی محمد یعقوب صاحب مولوی فاضل

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

اس دفعہ ایسے سامان ہو گئے۔ کہ باوجود اس کے کہ ہمارا جلسہ ہفتہ سے شروع ہونا چاہیئے تھا وہ جمعہ سے شروع ہوا ہے کیونکہ گورنمنٹ کی طرف سے جو چھٹیاں دی گئیں۔ وہ صرف جمعہ اور ہفتہ کی تھیں۔ اور باقی چھٹیاں جو پہلے دی جایا کرتی تھیں گورنمنٹ کی ضرورتوں کے لحاظ سے منسوخ کر دی گئیں۔ اس وجہ سے غیر معمولی طور پر یہ جلسہ جمعہ سے شروع ہوا ہے۔ مجھے اس میں

ایک بڑی فال نیک

نظر آتی ہے۔ اور وہ یہ کہ اس دفعہ حج بھی جمعہ کے دن تھا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قادیان کو بھی اس حج کا ایک ظل قرار دیا ہے اور فرمایا ہے۔ کہ یہ بھی اس کا خدا نے ایک رنگ میں ظہور بنایا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں۔ ع

ہجوم خلق سے ارض حرم ہے

نادانوں نے اسی حکمت کو نہ سمجھتے ہوئے کہہ دیا۔ کہ قادیانی لوگ اپنے جلسہ کو حج کہتے ہیں۔ حالانکہ یہ پاگل پن کی بات ہے۔ نہ ہم اسے حج کہتے ہیں۔ اور نہ جسے خدا نے حج قرار دیا۔ اسے کوئی اور شخص منسوخ کر سکتا ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ظل تھے۔ آپ کے شاگرد اور غلام تھے۔ حج کو تو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بھی بدل نہیں سکتے تھے۔ کیونکہ وہ خدا کی مقرر کردہ چیز ہے جسے کوئی انسان بدل نہیں سکتا جو کچھ ہم کہتے ہیں وہ یہ ہے۔ کہ ہمارا جلسہ

حج کا ایک ظل

ہے۔ اور کسی چیز کو ظل قرار دینے سے اصل کی شان گھٹا کرتی ہے۔ کم نہیں ہوا کرتی۔ اگر تم کسی چیز کو ظل قرار دو۔ تو یہ لازمی بات ہوگی۔ کہ اس کا کوئی اصل بھی ہوگا۔ ورنہ اگر کوئی اصل چیز نہیں۔ تو اس کا سایہ کہاں سے آگیا۔ پس کسی چیز کو ظل تسلیم کرنے کے معنے یہ ہوا کرتے ہیں۔ کہ ہم اصل کا انکار نہیں کرتے۔ بلکہ اس کے وجود پر تصدیق کی مُہر لگاتے ہیں۔ حج تو ایک ایسی چیز ہے جو ہر سال ہوتی ہے لیکن بعض چیزیں ایسی ہوتی ہیں جن پر زمانہ گزر جاتا ہے۔ اور ان کا وجود نظر نہیں آتا۔ یا بہت حد تک مشکوک ہو جاتا ہے مثلاً رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات اب دنیا سے اوجھل ہے۔ آپ نے جو معجزات اور نشانات دکھائے وہ تاریخوں میں لکھے ہوئے ہیں مگر آج کل کے نوتعلیم یافتہ یا دشمن ان پر تمسخر اڑاتے ہیں۔ اور کہتے ہیں مسلمانوں کے ہاتھ میں قلم تھا۔ انہوں نے جو چاہا لکھ دیا۔ ایسے حالات میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پیدا کیا۔ اور فرمایا۔ تم

ظلِ محمدؐ

ہو یعنی محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سایہ ہو۔ اس سایہ سے جب نہایت ہی زبردست نشانات ظاہر ہوئے جن سے خدا تعالیٰ کا چہرہ لوگوں کو نظر آنے لگ گیا۔ تو دنیا کو ماننا پڑا۔ کہ اصل میں بھی یہ تمام کمالات اپنی پوری شان سے موجود تھے۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ ایک زندہ ثبوت اس بات کا مل گیا۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک انسان کی حیثیت سے بے شک فوت ہو چکے ہیں۔ مگر

ایک عظیم الشان نبی کی حیثیت سے

اب تک زندہ ہیں۔ ورنہ آج آپ کا سایہ نہ ہوتا اور نہ آپ کے سایہ سے ایسے عظیم الشان معجزات ظاہر ہوتے اگر آئینہ میں کسی کا عکس پڑے۔ اور ہمیں عکس میں اس کا ناک دکھائی دے۔ تو ماننا پڑے گا۔ کہ جس کا سایہ ہے اس کا ناک ضرور ہے۔ یہ ہو نہیں سکتا۔ کہ آئینہ میں عکس کا تو ناک نظر آئے۔ مگر اصل کا ناک نہ ہو۔ یا عکس کی آنکھیں ہوں مگر اصل کی آنکھیں نہ ہوں۔ یا عکس کے کان ہوں مگر اصل کے کان نہ ہوں۔ یا عکس کے ہاتھ ہوں۔ مگر اصل کے ہاتھ نہ ہوں تو جب کسی کا ظل لوگوں کے سامنے آ جائے۔ اور اس ظل میں وہ تمام چیزیں نظر آ جائیں۔ جن کا انکار لوگ اصل کے متعلق کیا کرتے تھے۔ تو ماننا پڑے گا۔ کہ اصل میں بھی وہ تمام چیزیں موجود ہیں۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ان خوبیوں کا جن کا دنیا انکار کر رہی تھی۔ ایک زندہ ثبوت بہم پہنچا دیا اور اس طرح آپ کا وجود

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا ثبوت

ٹھہرا۔

کوئی احمق کہہ سکتا ہے۔ کہ مرزا صاحب غلط کہتے تھے۔ کہ میں محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ظل ہوں اور میری تمام خوبیاں آپ سے ہی حاصل کردہ ہیں۔ آپ کی یہ خوبیاں ذاتی تھیں۔ اس لئے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت کا ثبوت نہیں ہو سکتیں۔ ہم ایسے احمقوں سے پوچھتے ہیں۔ کہ کیا دنیا میں کوئی شخص ایسا بھی ہوتا ہے۔ جو اپنی خوبیوں کو دوسروں کی طرف منسوب کر دے یا کوئی عالم کسی جاہل کے متعلق کہے۔ کہ یہ مجھے پڑھایا کرتا ہے ہم دنیا میں یہ تو دیکھتے ہیں۔ کہ انسان دوسرے کی خوبی اپنی طرف منسوب کر لیتے ہیں۔ مگر یہ کہیں دکھائی نہیں دیتا۔ کہ لوگ اپنی خوبی دوسرے کی طرف منسوب کر دیں۔ تم یہ تو دیکھو گے کہ کسی شخص کو کوئی عمدہ سا نکتہ سوجھ گیا۔ تو اس سے سن کر کسی اور شخص نے اس نکتہ کو اپنی طرف منسوب کر لیا۔ اور کہا۔ کہ یہ بات میرے فکر کا نتیجہ ہے۔ مگر تم یہ نہیں دیکھو گے۔ کہ کوئی شخص اپنا ہنر دوسرے کی طرف منسوب کرے پس اگر کوئی احمق یہ بات کہے۔ تو ہم اسے کہیں گے۔ دنیا میں کوئی شخص ایسا نہیں ہو سکتا۔ جو اپنی خوبی دوسرے کی طرف منسوب کر دے۔ اور اگر کوئی شخص اپنی خوبی کسی دوسرے کی طرف منسوب کرے گا۔ تو وہ اسی وقت کرے گا جب وہ

دیانت دار شاگرد

ہوگا۔ اور سمجھے گا۔ کہ یہ میری خوبی ذاتی نہیں بلکہ میرے آقا۔ اور میرے استاد کی تعلیم کا نتیجہ ہے۔ اور جب وہ اس بات کو تسلیم کرے گا۔ تو لازماً تمام خوبی اس کے آقا اور استاد کی ہی سمجھی جائے گی۔ نہ کہ شاگرد کی۔ تو ظل اصل چیز کے لئے اس کے ایک ثبوت کے طور پر ہوتا ہے۔

اس نقطۂ نگاہ کی روشنی میں

حج کے ظل کا مطلب

یہ بنتا ہے۔ کہ گو آجکل ہزاروں نہیں لاکھوں لوگ دنیا کے مختلف اطراف سے حج کے لئے جاتے ہیں مگر چونکہ سینکڑوں سالوں سے ایسا ہوتا چلا آیا ہے اس لئے اب وہ زمانہ لوگوں کی نگاہ سے مخفی ہو گیا ہے۔ جبکہ دنیا بھر کے لوگ مکہ مکرمہ کو نہیں جاتے تھے۔ اب تو جو بھی پیدا ہوتا ہے۔ یہی دیکھتا ہے۔ کہ مسلمان ہر سال دنیا بھر سے حج کے لئے مکہ کو جاتے ہیں۔ یورپ میں جو لوگ موجود ہیں وہ جب سے پیدا ہوئے یہی دیکھ رہے ہیں کہ مسلمان حج کے لئے جاتے ہیں۔ ان کے باپ دادا نے بھی یہی کہا کہ ہم یہی دیکھتے چلے آ رہے ہیں۔ کہ لوگ مکہ کو جاتے ہیں۔ یہ کوئی نئی بات نہیں جاوا اور سماٹرا کے لوگ بھی یہی دیکھتے ہیں۔ کہ مسلمان ہمیشہ حج کے لئے جاتے ہیں۔ یہ کوئی نئی بات نہیں۔ انہیں عادت پڑی ہوئی ہے۔ کہ وہ ہر سال حج کے لئے مکہ کو جائیں۔ چین کے لوگ بھی یہی دیکھتے ہیں کہ مسلمان ہر سال حج کے لئے چلے جاتے ہیں۔ اور وہ بھی اس کو کوئی عجیب بات نہیں سمجھتے کیونکہ جب سے وہ پیدا ہوئے۔ وہ یہی نظارہ دیکھتے چلے آ رہے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ

وہ کشمکش وہ جد وجہد۔ وہ جنگ

اور وہ لڑائی جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا سے کرنی پڑی۔ اور جس جنگ کے بعد لوگ مغلوب ہو کر اور آخر وہ پیچھے پیچھے مکہ مکرمہ کیطرف چلنے لگے۔ وہ اب لوگوں کو نظر نہیں آتی۔ وہ یہی سمجھتے ہیں۔ کہ یہ ایک رسمی چیز ہے۔ جو مسلمانوں میں پائی جاتی ہے۔ اس غلط فہمی کو دور کرنے کے لئے اللہ تعالےٰ نے حج کا ایک ظل قادیان میں قائم کیا۔ اور فرمایا کہ بتاؤ کیا یہاں لوگ آیا کرتے تھے۔ تم جانتے ہو کہ یہاں لوگ نہیں آیا کرتے تھے۔ یہ تمہاری آنکھوں دیکھی بات ہے۔ یہ

جنگل کیطرح ایک غیر آباد خطہ

تھا۔ جو دنیا سے بالکل غیر متعلق تھا۔ مگر اب اسی جگہ اللہ تعالےٰ کے الہامات کے مطابق ساری دنیا سے لوگ کھچے ہوئے آ رہے ہیں۔ جب قادیان میں تمہاری آنکھوں کے سامنے خدا تعالےٰ کا یہ عظیم الشان نشان ظاہر ہو رہا ہے۔ تو تمہیں ماننا پڑے گا۔ کہ ویسا ہی بلکہ اس سے بہت بڑا نشان کہ مکہ میں دکھایا گیا تھا۔ پس ہمارا جلسہ حج کا ایک ظل ہے۔ اور اس ظل نے ثابت کر دیا ہے۔ کہ مکہ میں ہر سال لوگوں کا جمع ہونا عادتاً نہیں بلکہ

بقیہ ... جد و جہد لور

خدائی نشانوں کا نتیجہ

ہے۔ اب اگر کوئی شخص کہے کہ لوگوں کا مکہ مکرمہ میں جانا محض ایک رسم ہے۔ انہیں چونکہ نسلاً بعد نسل وہاں جانے کی عادت پڑی ہوئی ہے۔ اس لئے لوگ جاتے ہیں۔ تو ہم اسے کہیں گے بیشک آج تمہیں یہ رسم دکھائی دیتی ہے۔ کیونکہ تم ایک لمبا زمانہ گزرنے کی وجہ سے اس حالت کا پورا احساس نہیں کر سکتے۔ جو ابتدائی زمانہ میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تھی۔ لیکن اگر تم اس حالت کا اندازہ نہیں لگا سکتے۔ اور تمہارے دل میں یہ خیال پیدا ہوتا ہے۔ کہ مکہ میں مسلمانوں کا جانا ایک رسم ہے تو تم ہماری حالت دیکھ لو۔ کس طرح دنیا نے ہماری جماعت کا مقابلہ کیا۔ مگر کس طرح لوگوں کی مخالفت کے باوجود ہماری جماعت خدا تعالےٰ کے فضل سے قدم بقدم ترقی کرتی چلی گئی۔ ہماری جماعت کا کسی ایک مذہب یا ایک گروہ نے مقابلہ نہیں کیا۔ بلکہ مسلمانوں نے بھی مقابلہ کیا ہندوؤں نے بھی مقابلہ کیا۔ عیسائیوں نے بھی مقابلہ کیا۔ بلکہ الکفر ملۃ واحدۃ کے مطابق جو بھی اٹھتا ہے۔ وہ اپنی ناراضگی اور غصے کا نشانہ احمدیوں کو ہی بنانا شروع کر دیتا ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ سارے ایسے ہیں۔ ہر قوم میں شریف النفس لوگ بھی موجود ہوتے ہیں۔ اور انہیں شریف النفس لوگوں میں سے کچھ آہستہ آہستہ ہماری جماعت میں شامل ہوتے رہتے ہیں۔ مگر بالعموم ایسا ہی ہوتا ہے کہ ہر شخص خواہ وہ کسی مذہب وملت سے تعلق رکھتا ہو احمدیوں کو ہی بُرا سمجھتا ہے۔ جہاں بھی کسی احمدی اور غیر احمدی کے درمیان جھگڑا ہو فوراً ہندو سکھ اور عیسائی غیر احمدی سے مل جائیں گے۔ اور بغیر کسی دلیل اور ثبوت کے اس کی تائید کرنا شروع کر دینگے حالانکہ ان کو اس لڑائی میں دخل دینے کا کوئی حق نہیں ہوتا۔ محض احمدیت کے بغض کی وجہ سے وہ دوسرے کی تائید کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ کثرت سے لوگ ہمارے پاس آتے ہیں۔ اور وہ یہی بتاتے ہیں کہ ہر مذہب وملت کے آدمیوں کے دلوں میں آپ کی جماعت کا بغض بھرا ہوا ہے۔ اور وہ لوگوں سے یہی کہتے ہیں۔ کہ احمدی بہت بُرے ہوتے ہیں۔ ابھی پچھلے دنوں

سکھ قوم کے ایک لیڈر

یہاں آئے۔ اور مجھے بھی ملے۔ ملتے ہی پہلی بات انہوں نے یہی کہی۔ کہ میری آپ سے ملنے کی بڑی غرض یہ تھی۔ کہ میں آپ کو اس امر کیطرف توجہ دلاؤں۔ کہ آپ باہر سے لوگوں کو کثرت کے ساتھ یہاں بلایا کریں۔ تاکہ ان کو پتہ لگے۔ کہ اصل حالات کیا ہیں۔ ورنہ باہر آپ لوگوں کے متعلق بہت کچھ غلط فہمیاں پائی جاتی ہیں۔ میں نے کہا سردار صاحب یہ تو صحیح ہے کہ یہاں آ کر لوگوں کی بہت سی غلط فہمیاں دور ہو جاتی ہیں۔ مگر اس کا کیا علاج ہے۔ کہ ہم تو لوگوں کو بلاتے ہیں۔ مگر وہ نہیں آتے۔ اسی طرح

گورنمنٹ آف انڈیا کے ایک بڑے افسر

چودھری ظفر اللہ خان صاحب کے تعلق کی وجہ سے ایک دفعہ قادیان آئے۔ واپس جانے کے بعد وہ ایک دن مذاقاً چودھری ظفر اللہ خان صاحب سے کہنے لگے۔ کہ آپ لوگوں کو چاہیئے مجھے تنخواہ دیا کریں۔ چودھری صاحب نے پوچھا کس وجہ سے انہوں نے جواب دیا۔ کہ میں بھی آپ کی تبلیغ کیا کرتا ہوں اس کے بعد انہوں نے سنجیدگی سے کہا کہ مذاق برطرف۔ اصل بات یہ ہے کہ جب سے میں قادیان سے واپس آیا ہوں۔ میرے پاس مسلمان ہندو سکھ اور عیسائی ہر مذہب وملت کے لوگ کثرت سے آئے ہیں۔ اور ہر ایک نے مجھے یہی کہا ہے کہ آپ قادیان کیوں گئے۔ احمدی تو بہت بُرے ہوتے ہیں یہ صاحب جن کا ذکر اوپر ہوا ہے ایک بنگالی ہندو ہیں۔ اور گورنمنٹ آف انڈیا کے ایک بہت بڑے عہدہ پر متمکن ہیں۔ مگر انہوں نے بھی یہی کہا۔ کہ میں حیران ہوں کوئی قوم نہیں جس کے افراد آپ لوگوں کی بُرائی بیان نہ کرتے ہوں۔ مگر انہوں نے کہا جب میرے پاس آپ کی جماعت کا کوئی شخص مذمت کرتا ہے۔ تو میں اسے یہ جواب دیا کرتا ہوں۔ کہ

کسی مذہب کے متعلق واقفیت حاصل کرنے کے دو ہی طریق

ہوا کرتے ہیں۔ یا تو انسان اس مذہب کی کتابیں پڑھے یا خود اس مذہب کا مرکز دیکھے۔ اور اس طرح اس کے متعلق واقفیت حاصل کرے۔ آپ بتائیں کہ آیا آپ نے احمدیت کی کتابیں پڑھی ہیں۔ اس سوال کے جواب میں وہ یہی کہتا ہے۔ کہ میں نے جماعت احمدیہ کے لٹریچر کو نہیں دیکھا۔ اس پر میں کہا کرتا ہوں۔ جہاں تک کتابیں نہ پڑھنے کا سوال ہے۔ میں اور آپ برابر ہیں۔ اور اس لحاظ سے نہ مجھے کوئی اعتراض کا حق حاصل ہے۔ اور نہ آپ کو کوئی اعتراض کا حق حاصل ہے۔ لیکن کسی مذہب کے متعلق واقفیت حاصل کرنے کا جو دوسرا طریق ہے۔ اسے میں اختیار کر چکا ہوں اور آپ لوگوں نے وہ بھی اختیار نہیں کیا۔ میں خود وہاں گیا تھا۔ اور میں وہاں اپنی آنکھوں سے احمدیوں کے حالات کو دیکھ آیا ہوں۔ اس لئے میرے نزدیک تم جو باتیں کہتے ہو۔ وہ بالکل غلط ہیں۔ تو دیکھو یہ

ایک غیر مذہب والے کی شہادت

ہے۔ کہ میں حیران ہوں یہ بات کیا ہے۔ کہ ہر مذہب وملت والا کہتا ہے۔ کہ احمدی بہت بُرے ہوتے ہیں حالانکہ ہم کسی کا بگاڑتے کیا ہیں۔ جہاں تک ہو سکتا ہے۔ دوسروں کی خیر خواہی ہی کرتے ہیں۔ مگر ان کی دشمنی اتنی بڑھی ہوئی ہے۔ کہ اگر کوئی اجنبی اور غیر آدمی بھی یہاں آ جائے۔ تو اس کے پیچھے پڑ جاتے ہیں۔ کہ وہ یہاں آیا کیوں۔ گویا ہر آدمی کے دل میں ہماری عداوت پائی جاتی ہے۔ یہی عداوت تھی۔ جس کی بناء پر عیسائیوں کی طرف سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر قتل کا ایک جھوٹا مقدمہ دائر کیا گیا۔ اور مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی اس میں

عیسائیوں کے گواہ

بن کر آئے۔ انہوں نے سمجھا۔ کہ میں سچائی کی تائید کر رہا ہوں۔ اور یہ نہ سمجھا۔ کہ وہ اس شخص کے خلاف گواہی دینے کے لئے آئے ہیں۔ جو کہتا ہے کہ

بعد از خدا بعشق محمد مخمرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

کہ میں خدا تعالےٰ کے عشق کے بعد محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عشق میں مخمور ہوں۔ اگر یہ کفر ہے۔ تو خدا تعالےٰ کی قسم میں سخت کافر ہوں۔ اور اس شخص کی تائید میں گواہی دینے کے لئے کھڑے ہیں۔ جو کہتا ہے کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم نعوذ باللہ دجال ہیں۔ آخر خدا نے اسی وقت انہیں اس کی سزا دے دی۔ اور وہ اس طرح کہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی عدالت میں اس امید سے آئے تھے۔ کہ مرزا صاحب کو نعوذ باللہ ہتھکڑی لگی ہوئی ہوگی۔ اور وہ ملزموں کے کٹہرے میں کھڑے ہوں گے۔ کیونکہ یہ مقدمہ ایک پادری کی طرف سے تھا۔ اور ڈپٹی کمشنر جس کی عدالت میں یہ مقدمہ پیش تھا۔ وہ بھی پادری نما تھا۔ پس وہ سمجھتے تھے کہ مرزا صاحب کو ہتھکڑی لگی ہوئی ہوگی۔ اور وہ ذلت کے ساتھ ملزموں کے کٹہرے میں کھڑے ہوں گے۔ مگر جب وہ عدالت میں پہونچے۔ تو انہوں نے کیا دیکھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بجائے ملزموں کے کٹہرے میں کھڑے ہونیکے نہایت اعزاز کے ساتھ ڈپٹی کمشنر کے پہلو میں کرسی پر بیٹھے ہیں۔ آپ پر قتل کا الزام تھا۔ مگر الٰہی تصرف کے ماتحت ڈپٹی کمشنر نے اپنے پاس ایک کرسی بچھا دی۔ اور آپ کو ملزموں کے کٹہرے میں کھڑا کرنے کی بجائے اس پر بٹھا دیا۔ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی جو آپ کی ذلت دیکھنے کے لئے عدالت میں آئے تھے۔ انہوں نے جب اس طرح آپ کو عزت کے ساتھ ڈپٹی کمشنر کے پاس کرسی پر بیٹھے ہوئے دیکھا۔ تو ان کے

تن بدن میں آگ سی لگ گئی

کہ اگر مرزا صاحب کو ہتھکڑی نہیں لگائی گئی۔ تو کم سے کم انہیں ملزموں کے کٹہرے میں تو کھڑا ہونا چاہیئے تھا۔ پھر انہیں یہ اور ذلت محسوس ہوئی۔ کہ اب تو میں گواہ کی حیثیت سے کٹہرے میں کھڑا ہونگا۔ اور مرزا صاحب کرسی پر بیٹھے ہوئے ہونگے۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ یہ بات ان کی برداشت سے باہر ہو گئی اور انہوں نے ڈپٹی کمشنر سے کہا۔ صاحب آپ نے ملزم کو کرسی دے رکھی ہے۔ مجھے بھی عدالت میں کرسی ملنی چاہیئے۔ ڈپٹی کمشنر کہنے لگا۔ تم گواہ ہو۔ اور ہر گواہ کو کرسی نہیں ملا کرتی۔ انہوں نے کہا میں تو گواہ ہوں۔ آپ نے جب ملزم کو کرسی دے رکھی ہے تو مجھے کیوں کرسی نہیں دی جاتی۔ ڈپٹی کمشنر کہنے لگا ہمارے پاس

پنجاب کے رؤسا کی لسٹیں

موجود ہیں۔ اور ہم جانتے ہیں۔ کہ کس کو کرسی ملنی چاہیئے۔ اور کس کو نہیں ملنی چاہیئے مرزا صاحب کے خاندان سے ہم واقف ہیں۔ اور جانتے ہیں۔ کہ گورنمنٹ ان کے خاندان کو کس عزت کی نگاہ سے دیکھتی چلی آئی ہے۔ اس لئے انہیں جائز طور پر کرسی دی گئی ہے۔ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی یہ جواب سنکر بھی خاموش نہ رہے۔ اور کہنے لگے۔ صاحب میں لاٹ صاحب کے پاس ملنے کے لئے جاتا ہوں۔ تو وہ مجھے کرسی دیتے ہیں۔ آپ مجھے کیوں کرسی نہیں دیتے۔ اس پر ڈپٹی کمشنر کو غصہ آگیا۔ اور کہنے لگا۔ اگر ایک چوہڑا بھی ہمیں اپنے مکان پر ملنے کے لئے آئے تو ہم اسے کرسی دے دیتے ہیں۔ مگر یہ عدالت کا کمرہ ہے۔ ملاقات کا کمرہ نہیں۔ اس پر پھر انہوں نے اصرار کیا۔ آخر ڈپٹی کمشنر نے انہیں کہا

بک بک مت کر پیچھے ہٹ

اور جوتیوں میں کھڑا ہو جا۔ معلوم ہوتا ہے وہ جوش کی حالت میں کچھ آگے بڑھ آئے ہونگے۔ جس پر انہیں کہنا پڑا۔ کہ پیچھے ہٹ اور جوتیوں میں کھڑا ہو جا۔ وہاں سے اپنی ذلت کروا کے باہر نکلے تو برآمدہ میں ایک کرسی پڑی ہوئی تھی۔ اس کرسی پر وہ بیٹھ گئے۔ اور انہوں نے خیال کیا کہ جب لوگ مجھے یہاں کرسی پر بیٹھا ہوا دیکھیں گے تو خیال کرینگے کہ اندر بھی اسے کرسی ملی تھی۔ مگر اللہ تعالیٰ نے یہ قانون مقرر کیا ہوا ہے۔ کہ نوکر اکثر آقا کے پیچھے چلتے ہیں۔ عدالت کا چپڑاسی برآمدہ میں موجود تھا۔ وہ بٹالہ یا گورداسپور کا ہوگا۔ اور اس ضلع میں رہنے کی وجہ سے وہ جانتا ہوگا۔ کہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کی لوگوں کے دلوں میں کس قدر عزت ہے۔ مگر کسی نے کہا ہے ہم راجہ کے نوکر ہیں بینگن کے نہیں۔ چپڑاسی بھی اندر تمام باتیں سن چکا تھا۔ اور دیکھ چکا تھا۔ کہ ڈپٹی کمشنر ان پر سخت ناراض ہوئے ہیں۔ چنانچہ جب وہ برآمدہ میں کرسی پر بیٹھ گئے تو چپڑاسی دوڑا دوڑا آیا اور کہنے لگا۔ مولوی صاحب یہاں نہ بیٹھیے۔ یہاں آپ کو بیٹھنے کی اجازت نہیں۔ اور یہ کہتے ہی اسنے

کرسی ان کے نیچے سے کھینچ لی

وہاں سے اٹھے تو باہر ہجوم میں آگئے۔ اور خیال کیا۔ کہ یہاں کوئی اچھی سی جگہ مل جائے۔ تو یہیں بیٹھ جاؤں۔ کچھ یہ بھی خیال تھا۔ کہ ان لوگوں میں سے تو اکثر مرزا صاحب کے مخالف ہیں۔ اس لئے ضرور مجھے اچھی جگہ مل جائے گی۔ اتفاقاً وہاں کسی شخص نے اپنی چادر بچھائی ہوئی تھی۔ مولوی صاحب فوراً اس چادر پر بیٹھ گئے۔ مگر خدا تعالیٰ نے یہاں بھی ان کی ذلت کا سامان کر دیا۔ چادر کے مالک نے جب انہیں اپنی چادر پر بیٹھے دیکھا۔ تو وہ دوڑا دوڑا آیا۔ اور کہنے لگا۔ میری چادر چھوڑ دو۔ تم نے تو میری چادر پلید کر دی تم ایک عیسائی کی تائید میں ایک مسلمان کے خلاف گواہی دینے کے لئے گئے ہو۔ آخر مولوی صاحب کو وہاں سے بھی ذلت کے ساتھ اٹھنا پڑا۔

تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت

کے بڑے بڑے نشانات دکھائے گئے ہیں۔ مگر اس کے باوجود اب تک آپ کی اور آپ کی جماعت کی سرِ ملت کے دشمنوں کے دلوں میں مخالفت پائی جاتی ہے آخر یہ حد درجہ کی مخالفت کی دلیل نہیں تو اور کیا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دجال کہنے والے کی تائید کی گئی۔ اور وہ شخص جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو دجال کہنے والوں سے لڑتا تھا۔ اس کے خلاف عدالت میں گواہی دی گئی۔ اور مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے عیسائیوں کا گواہ بنکر آپ کے خلاف شہادت دی۔ اس سے تم سمجھ لو۔ کہ ہمارے خلاف لوگوں کے دلوں میں کس قدر بغض بھرا ہوا ہے۔

مجھے ہمیشہ یاد رہتا ہے۔ میں چھوٹا بچہ تھا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک دفعہ ملتان تشریف لے گئے۔ میں بھی آپ کے ساتھ تھا۔ میری عمر اس وقت ۷ ، ۸ سال کی تھی۔ اس سفر کے صرف دو واقعات مجھے یاد ہیں۔ یوں تو بعض واقعات مجھے اس وقت کے بھی یاد ہیں جبکہ میری عمر صرف دو سال کی تھی۔ بلکہ ابھی چند دن ہوئے ایک دوست نے ایک واقعہ بتایا جو مجھے بھی یاد آگیا۔ اور اس کی جو تاریخ انہوں نے بتائی۔ اس کے لحاظ سے

میری عمر اس وقت ایک سال کی

بنتی ہے۔ پس مجھے اتنی چھوٹی عمر کے بھی بعض واقعات یاد ہیں لیکن اس سفر کی صرف دو باتیں میرے ذہن میں ہیں۔ پہلی بات تو یہ ہے۔ کہ واپسی پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام لاہور میں ٹھہرے۔ وہاں ان دنوں مومی تصویریں دکھائی جا رہی تھیں جن سے مختلف بادشاہوں۔ اور اُن کے درباروں کے حالات بتائے جاتے تھے۔ شیخ رحمت اللہ صاحب مالک انگلش ویرہاؤس جو ان دنوں بمبئی ہاؤس کہلاتا تھا۔ انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کیا۔ کہ یہ ایک علمی چیز ہے۔ آپ اسے دیکھنے کے لئے تشریف لے چلیں۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انکار کر دیا۔ اس کے بعد انہوں نے مجھ پر زور دینا شروع کر دیا کہ میں چل کر وہ مومی مجسمے دیکھوں میں چونکہ بچہ تھا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیچھے پڑ گیا کہ مجھے یہ مجسمے دکھائے جائیں۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام میرے اصرار پر مجھے اپنے ساتھ لے گئے۔ مختلف بادشاہوں کے حالات تصویروں کے ذریعہ دکھائے گئے تھے جن میں بعض کی موتوں اور بعض کی بیماریوں وغیرہ کا نقشہ کھینچا گیا تھا۔ پس

ایک تو یہ واقعہ

مجھے یاد ہے دوسرا واقعہ جو مجھے یاد ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی لاہور کے اندر کسی نے دعوت کی۔ اور آپ اس میں شامل ہونے کے لئے تشریف لے گئے۔ کچھ اثر میرے دل پر یہ بھی ہے۔ کہ دعوت نہیں تھی۔ بلکہ مفتی محمد صادق صاحب یا ان کا کوئی بچہ بیمار تھا۔ اور آپ انہیں دیکھنے کے لئے تشریف لے گئے تھے۔ بہرحال شہر کے اندر سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام واپس آرہے تھے۔ کہ سنہری مسجد کی سیڑھیوں کے پاس میں نے ایک

بہت بڑا ہجوم

دیکھا جو گالیاں دے رہا تھا۔ اور ایک شخص اُن کے درمیان کھڑا تھا۔ ممکن ہے وہ کوئی مولوی ہو۔ اور جیسے مولویوں کی عادت ہوتی ہے۔ وہ شائد اپنی طرف سے بے موقعہ چیلنج دے رہا ہو جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی گاڑی پاس سے گزری۔ تو ہجوم کو دیکھ کر میں نے سمجھا۔ کہ یہ بھی کوئی میلہ ہے۔ چنانچہ میں نے نظارہ دیکھنے کے لئے گاڑی سے اپنا سر باہر نکالا۔ اس وقت کا

یہ واقعہ

مجھے آج تک نہیں بھولا۔ کہ میں نے دیکھا۔ ایک شخص جس کا ہاتھ کٹا ہوا تھا۔ اور جس پر ہلدی کی پٹیاں بندھی ہوئی تھیں۔ وہ بڑے جوش سے اپنے ٹنڈے ہاتھ کو دوسرے ہاتھ پر مار مار کر کہتا جا رہا تھا۔

"مرزا دوڑ گیا۔ مرزا دوڑ گیا"

اب دیکھو۔ ایک شخص زخمی ہے۔ اُس کے ہاتھ پر پٹیاں بندھی ہوئی ہیں۔ مگر وہ بھی مخالفت کے جوش میں یہ سمجھتا ہے کہ میں اپنے ٹنڈے ہاتھ سے ہی نعوذ باللہ احمدیت کو دفن کر آؤں گا۔ یہ کیسی خطرناک دشمنی ہے۔ جو لوگوں کے قلوب میں پائی جاتی ہے۔ اور کس کس طرح انہوں نے زور لگایا۔ کہ لوگ قادیان میں نہ آئیں۔ اور احمدیت کو قبول نہ کریں۔ ایسے کئی لوگ احمدیوں میں موجود ہیں۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں قادیان آنے کے ارادہ سے بٹالہ تک آئے مگر پھر ان کو مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے واپس کر دیا چنانچہ میں نے سنا ہے۔ کہ

مولوی عبد الماجد صاحب بھاگلپوری

بھی اسی لئے شروع میں احمدیت قبول کرنے سے محروم رہے۔ کہ جب وہ بٹالہ میں آئے۔ تو مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے اُن کو ورغلا کر واپس کر دیا۔ اور یہی مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کا روزانہ مشغلہ رہتا تھا۔ وہ ہر روز ریل پر جا پہونچتے۔ اور جب بعض لوگ قادیان جانے کے ارادہ سے اُترتے۔ تو وہ انہیں کہتے۔ کہ وہاں جا کر کیا لوگے۔ وہاں گئے۔ تو

ایمان خراب ہو جائے گا

اور کئی لوگ انہیں عالم سمجھ کر واپس چلے جاتے اور خیال کرتے۔ کہ مولوی محمد حسین صاحب جو کچھ کہہ رہے ہیں۔ یہ سچ ہی ہوگا۔ ایک دفعہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی سٹیشن پر گئے۔ تو انہیں کوئی مہمان نہ ملا۔ اور کبھی کبھی ایسا ہو جایا کرتا تھا۔ کہ کوئی مہمان نہیں آتا تھا۔ انہیں جب اور کوئی شخص نہ ملا۔ تو اتفاقاً انہوں نے پیراں دتے کو دیکھ لیا۔ یہ

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد

تحریک جدید کے وعدوں کی آخری میعاد ۳۱ جنوری ہے۔ تمام جماعتوں اور افراد کو یہ تاریخ یاد رکھنی چاہیئے اور اس سے پہلے پہلے سال نہم کے وعدے میرے نام پر یا تحریک جدید کے دفتر میں بھجوا دینے چاہئیں

خاکسار: مرزا محمود احمد
خلیفۃ المسیح الثانی

روز نامہ الفضل قادیان دارالامان مؤرخہ ۲۸ جنوری ۱۹۴۲ء
جلد ۳۰ نمبر ۲۴

ایک فاتر العقل شخص

تھا اور گنٹھیا کی وجہ سے اس کا سارا جسم مارا گیا تھا اس کے رشتہ داروں کو بعض لوگوں نے بتایا کہ تم اسے قادیان لے جاؤ۔ وہاں مرزا صاحب اس کا مفت علاج کر دیں گے۔ اور اس کی خبر گیری بھی کریں گے۔ چنانچہ اس کے رشتہ دار اسے یہاں چھوڑ کر چلے گئے۔ وہ بالکل وحشی اور اجڈ تھا بعض دفعہ مٹی کے تیل کی بوتل پی جایا کرتا تھا۔ لوگ اسے چار آنے دیتے۔ تو وہ مٹی کے تیل کی بوتل منہ لگا کر پی جاتا۔ یا دال میں ڈال کر کھا لیتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کا علاج کیا اور وہ اچھا ہو گیا۔ اس احسان کا اس کی طبیعت پر ایسا اثر ہوا۔ کہ پھر وہ قادیان چھوڑ کر نہیں گیا اس کے رشتہ داروں کو جب معلوم ہوا۔ کہ پیرا اچھا ہو گیا ہے۔ تو وہ اسے واپس لے جانے کو آئے۔ اور چاہا کہ وہ پھر زمیندارہ کام میں ان کا ہاتھ بٹائے۔ مگر اس نے واپس جانے سے انکار کر دیا۔ اور کہا کہ تم مجھے چھوڑ کر چلے گئے تھے۔ میں تمہارے ساتھ نہیں جا سکتا۔ بے شک تم میرے رشتہ دار ہو۔ مگر اب میرے رشتہ دار وہی ہیں جنہوں نے میرا علاج کیا۔ چنانچہ وہ یہیں رہا اور یہیں فوت ہوا۔ اسے

اسلام اور احمدیت

کی کوئی سمجھ نہیں تھی۔ نماز وہ نہیں پڑھتا تھا۔ اور اگر نماز اسے یاد کرائی جاتی تھی۔ تو وہ اسے یاد نہیں ہوتی تھی۔ بہت دفعہ ایسا ہوا۔ کہ اسے نماز کا کوئی سبق دیا گیا۔ مگر دو دو تین تین مہینہ کے بعد جب اسے کہا جاتا کہ نماز سناؤ۔ تو وہ کہہ دیتا کہ آندی تے سی پر بھل گئی ہے۔ یعنی آتی تو تھی مگر بھول گئی ہے۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک دفعہ اس کے لئے انعام مقرر کیا اور فرمایا پیرے اگر تم ایک دن پانچوں نمازیں وقت پر پڑھ لو۔ تو تمہیں دو روپے انعام دوں گا۔ اس نے شائد عشاء سے نماز شروع کی۔ اور جوں توں کر کے چار نمازیں پڑھ لیں۔ آخری نماز اس کی مغرب کی تھی۔ وہ مغرب کی فرض نماز میں شامل ہوا۔ ان دنوں

مہمانوں کا کھانا

ہمارے گھر میں تیار ہوا کرتا تھا۔ مغرب کی نماز ہی ہو رہی تھی کہ اندر سے اس عورت نے جو کھانا لایا کرتی تھی۔ زور سے پیرے کو آوازیں دینی شروع کر دیں۔ کہ پیرے کھانا تیار ہے۔ مہمانوں کے لئے لے جا۔ اس وقت نماز ہو رہی تھی۔ اور پیرا بھی جماعت میں شامل تھا۔ آخری تشہد تھا۔ جب اس عورت نے زور سے آواز دی۔ کہ پیرے اتنی آوازیں دی ہیں۔ تو جواب نہیں دیتا کھانا لے جا۔ نہیں تو میں تیری شکایت کر دوں گی۔ اس پر پیرے نے تشہد میں ہی جواب دیا۔ کہ ٹھیر جا تھوڑی سی نماز رہ گئی ہے۔ التحیات پڑھ لوں تو آتا ہوں۔ غرض وہ

بہت ہی موٹی عقل کا آدمی

تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اگر کبھی کوئی تار دیا ہوتا۔ تو آپ اسے بٹالے بھجوا دیا کرتے تھے۔ یا کبھی کوئی ریلوے کا پارسل آیا ہوتا۔ تو آپ اسے بٹالے بھجوا دیتے۔ اس طرح اکثر مہینہ میں پانچ سات پھیرے وہ بٹالے کے کیا کرتا تھا۔ ایک دن مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کو جب اور کوئی مہمان نہ ملا۔ تو انہوں نے پیرے کو ہی پکڑ لیا۔ پیرا بھی چونکہ اکثر بٹالے جایا کرتا تھا۔ اس لئے وہ بھی جانتا تھا۔ کہ مولوی صاحب قریباً روزانہ سٹیشن پر آتے۔ اور ان لوگوں کو جو قادیان جانا چاہتے ہیں وہاں جانے سے روکتے ہیں۔ جس پر بعض لوگ واپس چلے جاتے ہیں اور بعض پھر بھی قادیان آ جاتے ہیں۔ مولوی صاحب نے سمجھا کہ آج اگر اور کوئی نہیں ملا۔ تو چلو پیرے کو ہی سمجھائیں۔ چنانچہ وہ پیرے سے کہنے لگے۔ پیرے تو اپنی عاقبت کیوں خراب کر رہا ہے۔ مرزا صاحب تو کافر ہیں۔ ان کے ساتھ تعلق رکھنے کی وجہ سے تیرا ایمان بھی خراب ہو گیا ہے۔ اور وہاں قادیان میں تو روپے دینی ہے وہ بے دینی ہے۔ تو ان کے پیچھے چل کر کیوں خراب ہو رہا ہے۔ پیرا بیچارہ سنتا رہا۔ آخر جب مولوی صاحب اپنا جوش نکال چکے۔ تو پیرا کہنے لگا۔ مولوی صاحب مجھے تو مسئلوں کی نہ وہاں سمجھ آتی ہے۔ اور نہ یہاں سمجھ آتی ہے۔ لیکن ایک بات میں جانتا ہوں اور وہ یہ کہ میں یہاں ہمیشہ تاریں دینے یا پارسل وغیرہ لینے کیلئے آتا رہتا ہوں۔ اور میں ہمیشہ دیکھتا ہوں۔ کہ آپ لوگوں کو ورغلا رہے ہوتے ہیں۔ اور انہیں قادیان جانے سے منع کرتے ہیں۔ اس کوشش میں آپ کی اب تک شاید

کئی جوتیاں گھس گئی ہوں گی

مگر آپ کی پھر بھی کوئی نہیں سنتا۔ اور دوسری طرف میں یہ دیکھتا ہوں۔ کہ مرزا صاحب گھر میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ مگر لوگ دور دور سے ان کی طرف کھچے چلے جاتے ہیں۔ میرے نزدیک تو اس سے مرزا صاحب ہی سچے ثابت ہوتے ہیں اب دیکھو یہ وہی بات ہے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس شعر میں بیان فرمائی کہ ؎

ہجوم خلق سے ارض حرم ہے

آج دنیا ہماری شدید ترین مخالف ہے۔ مگر پھر بھی خدا تعالیٰ اپنی نصرت و تائید کا یہ کیا عظیم الشان نشان دکھلاتا چلا آ رہا ہے۔ کہ لوگ دور دور سے اور نہایت کثرت کیساتھ قادیان آتے ہیں۔ بلکہ ایسے ایسے علاقوں سے لوگ قادیان آتے ہیں کہ نہ ان کی زبان کو ہم سمجھتے ہیں۔ اور نہ ہماری زبان کو وہ سمجھتے ہیں۔ وہ مسکرا مسکرا کر ہی اپنی دلی خواہش کو پورا کر کے چلے جاتے ہیں۔ ان کے

مسکرانے کا مطلب

یہ ہوتا ہے۔ کہ ہمیں الفاظ کے ذریعہ اپنی دلی محبت کا اظہار کرنا نہیں آتا۔ آپ ہمارے مسکرانے سے ہی سمجھ لیجئے۔ کہ ہمارے دل میں ایمان پایا جاتا ہے۔ پس حج اور جلسہ دونوں کو جمعہ کے دن دیکھ کر میں نے ایک نیک فال سمجھی۔ اگر اتفاقیہ طور پر ہمارا جلسہ جمعہ کے دن شروع ہوتا تو یہ بالکل اور بات ہوتی۔ مگر اس دفعہ اللہ تعالیٰ جبراً ہمارے جلسہ کو جمعہ کے دن لے آیا۔ اور اس نے ایسے حالات پیدا کر دئیے کہ ہم مجبور ہو گئے کہ جمعہ کے دن سے ہی اپنے جلسہ کو شروع کریں۔ پس میں نے اس فال سے سمجھا کہ شاید اللہ تعالیٰ قریب زمانہ میں ہی

احمدیت کی ترقی

کی کوئی ایسی صورت پیدا کرنے والا ہے۔ جو مکہ کے ساتھ اس کے اصل ہونے کے لحاظ سے اور قادیان کے ساتھ اس کے ظل ہونے کے لحاظ سے وابستہ ہے۔ اور اس ترقی کا نفاذ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت جلد ہونے والا ہے کیونکہ ان دونوں ہجوموں کو

ایک نئے حادثہ اور غیر طبعی حالات

نے اکٹھا کر دیا ہے۔ اور دونوں جمعہ کے دن ہی ہوئے ہیں۔ پس آج جبکہ ہمارا جلسہ شروع ہے۔ میں اپنے ان طبعی جذبات کے اظہار سے نہیں رک سکا۔ باقی ہمیں چاہیئے کہ ہم بھی اللہ تعالیٰ کی تقدیر کو جلد سے جلد پورا کرنے کی کوشش کریں۔ اور اپنی تمام طاقتیں اس غرض کے لئے وقف کر دیں۔ اگر خدا تعالیٰ چاہتا ہے۔ کہ پھر اسلام کی ترقی ہو۔ اور پھر محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف ساری دنیا کو کھینچ کر لائے۔ اور ہماری طبعی خواہش بھی یہی ہے۔ کہ ضرور ایسا ہو۔ تو ہمیں بھی خدا تعالیٰ کے اس ارادہ کو پورا کرنے کے لئے

دن رات ایک

کر دینا چاہیئے۔ یاد رکھو بعض وقت چھوٹے چھوٹے کاموں اور چھوٹی چھوٹی محنتوں کا بہت بڑا اجر مل جاتا ہے۔ دنیا میں اس قسم کے کئی واقعات ہوتے ہیں۔ کہ کوئی بادشاہ کسی جنگل میں سے گزر رہا ہوتا ہے۔ اسے سخت پیاس لگی ہوئی ہوتی ہے۔ مگر پانی کہیں نہیں ملتا۔ اتفاقاً پاس ہی کوئی جھونپڑی دکھائی دیتی ہے۔ اور اس میں بیٹھے ہوئے شخص کے پاس پانی ہوتا ہے۔ وہ ایک کٹورا بھر کر بادشاہ کو پلا دیتا ہے۔ اور بادشاہ ایسا خوش ہوتا ہے کہ اسے

انعام میں بڑی بڑی جاگیریں

دے دیتا ہے۔ حالانکہ اس سے پہلے کئی لوگ بڑے بڑے تحفے پیش کر چکے ہوتے ہیں۔ اور انہیں کچھ نہیں ملتا۔ تو کئی مواقع ایسے ہوتے ہیں۔ جب تھوڑا سا کام بھی بہت بڑی مقبولیت حاصل کر لیتا ہے۔ یہ زمانہ بھی ایسا ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی برکات کے حصول کا دروازہ ہمیشہ کھلا رہتا ہے۔ مگر آج اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو دینے کے لئے بیٹھا ہوا ہے وہ کہتا ہے مانگو کہ میں تمہیں دوں۔ ایسے وقت میں جبکہ خدا تعالیٰ دینے پر تیار بیٹھا ہو۔ وہ شخص

بڑا ہی بدقسمت

ہوگا جو یہ کہے کہ میں لینے کیلئے تیار نہیں پس ہمیں چاہیئے کہ ہم ان دنوں سے فائدہ اٹھائیں۔ اور اللہ تعالیٰ سے ہر وقت دعائیں کریں۔ اپنے لئے بھی اور اسلام کی ترقی اور عظمت کیلئے بھی۔ کہ خدا تعالیٰ ہمارے گھروں کو اپنی نعمتوں سے بھر دے اور اسلام اور احمدیت کے گھر کو بھی اپنے فضلوں سے بھر دے وہ اسلام اور احمدیت کو ایسے دیندار بخشے۔ جو خلوص کیساتھ اس کی خدمت کرنیوالے ہوں۔ اور ہمیں سچے دیندار دل عطا فرمائے۔ جو دین کی خدمت کیلئے ہر وقت تیار رہیں۔ اللہ تعالیٰ اسلام کو تو یقیناً ترقی عطا فرمائیگا ہماری دعا یہ ہے کہ

اسلام کے تخت پر

جو موتی جڑے جائیں ان میں سے ایک ہم بھی ہوں۔ اور ہماری اولادیں بھی ہوں۔

انگلستان میں آنریبل سر محمد ظفر اللہ خان صاحب کی تقریر

لنڈن ۲۰ جنوری جناب مولوی جلال الدین صاحب شمس کی طرف سے حسب ذیل تار بنام الفضل موصول ہوا ہے جناب چودہری صاحب موصوف نے گزشتہ یکشنبہ کی شب کو

روحانی علاج

استغفار درود اور دُعا ہے۔ جسمانی علاج کے لئے ہومیوپیتھک علاج موزوں اور لطیف ہے۔ دوائیں زود اثر مگر کم خرچ ہیں۔ ہسٹیریا لیکوریا دیگر نسوانی امراض۔ مردانہ پوشیدہ امراض۔ ذیابطیس۔ دمہ۔ دق۔ سفید داغ۔ بواسیر۔ مرگی۔ پُرانا ملیریا۔ کاربنکل۔ پائیوریا۔ ناسور۔ کنٹھ مالا۔ تلی۔ سانپ کاٹے کی دوائی منگوایئے۔

ملنے کا پتہ:-

ڈاکٹر ایچ۔ ایم احمدی معرفت الفضل قادیان

اعلان نکاح

شیخ محمد عبداللہ صاحب ٹیچر گورنمنٹ ہائی سکول پاک پٹن کا نکاح ہمراہ زہرہ بیگم صاحبہ بنت چودھری محمد ابراہیم صاحب پاک پٹن بعوض پانچسو روپیہ مہر و قریشی سلطان احمد صاحب ولد حکیم قریشی امیر احمد صاحب قادیان کا نکاح ہمراہ حمیدہ بیگم صاحبہ بنت چودھری محمد ابراہیم صاحب پاک پٹن اڑھائی سو روپیہ مہر پر چوہدری غلام احمد صاحب ایڈووکیٹ امیر جماعت احمدیہ پاک پٹن نے مورخہ ۲۲/۱ اکتوبر ہا۔ احباب دعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالیٰ یہ سلسلہ تعلقات مبارک و بابرکت فرمائے۔ خاکسار چودھری اعزیز احمد سب جج پاک پٹن

طبیہ عجائب گھر کی "اکسیر اٹھرا"

اعلےٰ اور خالص ترین اجزاء سے تیار شدہ ہیں۔ یہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کا نسخہ ہے۔ اسقاط کا بہترین علاج ہے۔ گولیاں مشین کے ذریعہ بنوائی گئی ہیں۔ قیمت فی تولہ عمہ مکمل خوراک گیارہ تولہ گیارہ روپے

طبیہ عجائب گھر قادیان

MACLIGHT

MADE IN INDIA
USE
NIGHT LAMP
Maclight
SAVES 99%

بلیک آوٹ کے لئے

NIGHT LAMP

اے۔سی بجلی کے علاقہ کیلئے نعمتِ عُظمےٰ

میک لائٹ (نائٹ لیمپ)

۹۹ فیصدی خرچ میں بچت

روزانہ تمام رات مُسلسل جلانے سے تین ماہ میں صرف ایک یُونٹ بجلی خرچ کرتا ہے۔ رات کو سوتے وقت اندھیرے گھُپ کی بجائے ٹھنڈی آرام دینے والی روشنی۔ بال بچوں والے گھروں کیلئے بیحد ضروری چیز۔ دیکھنے میں خوبصورت۔ عمر میں پائیدار۔ میک لائٹ کے ہر ایک بکس میں ایک سال کی گارنٹی کالیبل رکھا ہوتا ہے

اپنے شہر کے دوکاندار سے طلب کریں

میک ورکس قادیان

"سفوف ملیریا" یعنی "بخار کی پڑیاں"
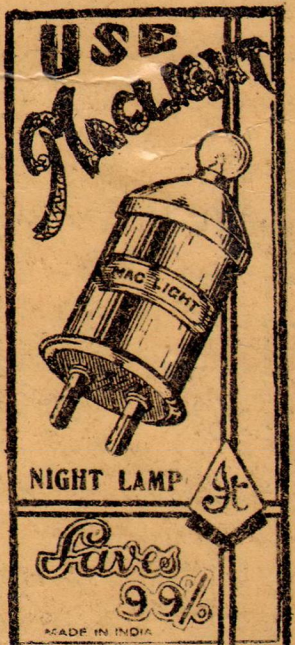
ملیریا بخار چاہے کسی قسم کا ہو۔ صرف ایک یا دو پڑیاں بفضلہ تعالیٰ حتمی علاج ہیں۔ اور پانچ خوراکیں تو ملیریا کا تخم مار دیتی ہیں۔ یہ دوا اگر چڑھے بخار میں دیں۔ تو بخار بتدریج اُتر جائیگا۔ اور اُترے بخار میں دینے سے آئندہ حملہ نہ ہوگا۔ بالکل بے ضرر۔ پرہیز ندارد۔ کونین سے ہزار چند زیادہ مفید ہمارا دعویٰ ہے۔ کہ اس دوائی سے بہتر اور زیادہ زود اثر دوا آج تک شائد ہی کوئی ہو۔ بار بار کی تجربہ شدہ کم خرچ بالانشین۔ قیمت جو اصل لاگت ہی ہے بغرض شہرت ار فی پڑیہ رکھی گئی ہے۔ وی۔ پی کے لئے خرچ ڈاک پیشگی۔ مستحق غرباء کو مفت

نوٹ:- قادیان میں احمدیہ درزی خانہ احمدیہ چوک سے مل سکتی ہے۔

المشتہر:- ڈاکٹر امتیاز حسین احمدی پاکپٹن شہر پنجاب

زرعی جائیداد بطور رہن حاصل کرنیکا نادر موقعہ

قادیان میں ایک زرعی جائیداد جس کی قیمت تیس چالیس ہزار روپے ہے بطور رہن دی جا رہی ہے۔ اگر یہ جائیداد ٹھیکہ پر دے دی جائے تو نوسو روپیہ سے ایک ہزار روپیہ سالانہ تک آمدنی ہو سکتی ہے یہ جائیداد نو ہزار روپیہ میں رہن ہوگی۔ اور قبضہ دیا جائے گا۔

خواہشمند احباب تفصیلات کے متعلق اطمینان حاصل کرنے کے لئے مجھ سے خط و کتابت کریں

عبدالمغنی خان (ناظر دعوت و تبلیغ) قادیان

اکسیر شباب

ہر غلطی اپنا اثر چھوڑتی ہے۔ پس اصل بات تو یہ ہے۔ کہ انسان میانہ روی اختیار کرے۔ لیکن گذشتہ غلطی کا علاج کرنا ہی پڑتا ہے۔ اور وہ علاج "اکسیر شباب" ہے۔

"اکسیر شباب"

نیا خون نیا جوش پیدا کر دیتی ہے۔ قیمت تیس خوراک پانچ روپے دس آنے

ملنے کا پتہ

دواخانہ خدمت خلق قادیان پنجاب

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

لنڈن ۲۱ جنوری۔ آج ایوان عام میں وزیر ہند نے بیان کیا کہ حکومت برطانیہ اس تجویز پر غور کر رہی ہے کہ نئی فصل کے آنے تک ہندوستان کی ضرورت کیلئے گندم آسٹریلیا سے بھیجی جائے۔ مجھے امید ہے کہ اس مسئلہ کے متعلق جلد ہی کوئی اعلان کیا جائے گا۔ ہندوستان میں مسئلہ خوراک کافی حد تک تشویش انگیز بن گیا ہے۔ برما سے ۵ لاکھ ٹن چاول سالانہ ہندوستان آیا کرتا تھا۔ اسکی درآمد بند ہو گئی ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی فوج کے لئے مانگ بڑھ گئی ہے۔ سندھ میں سیلاب اور اڑیسہ اور بنگال میں طوفان آئے۔ اس پر اثر پڑا۔

لنڈن ۲۱ جنوری۔ جزائر برطانیہ کے مختلف مقامات سے ہندوستان کو جو پارسل ۱۹ نومبر اور ۸ دسمبر کے درمیان بھیجے گئے تھے۔ وہ دشمن کے اقدام کے باعث ضائع ہو گئے۔

کراچی ۲۱ جنوری۔ چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر نے آج ایک حکم جاری کیا ہے۔ جس میں پیر پگاڑو کے زر نقد اور تمام قیمتی اشیاء کو ضبط شدہ قرار دیا گیا ہے۔

کراچی ۲۱ جنوری۔ سکھر کے بیس سالہ نوجوان طالبعلم ہیمو کلیانی کو آج صبح حیدر آباد میں پھانسی پر لٹکا دیا گیا۔ اسے مارشل لاء کورٹ سے ریلوے لائن کی فش پلیٹیں اتارنے کے الزام میں پھانسی کی سزا دی گئی تھی۔ اس سزا کے خلاف بہت سے لوگوں کی طرف سے رحم کی اپیلیں کی گئی تھیں۔ چنانچہ مسٹر جمشید مہتہ سابق میئر کراچی بھی اس ضمن میں ایک وفد کی رہنمائی کر کے حیدر آباد اسی غرض کے لئے آئے۔ لیکن تمام اپیلیں مسترد کر دی گئیں۔

برلن ۱۲ جنوری۔ جرمن نیوز ایجنسی کا بیان ہے کہ جرمنی۔ جاپان اور اٹلی میں آج اقتصادی تعاون کے عہد ناموں پر دستخط ہو گئے ہیں۔ یہ نیا معاہدہ تینوں قوموں میں پہلے سیاسی عہد ناموں کے ضمن میں ہی تصور کیا جائے گا۔ اور تینوں ممالک اقتصادی تعاون کریں گے۔

انقرہ ۲۰ جنوری۔ ترک پارلیمنٹ نے اپنے دفتری اجلاس میں ملکی بچاؤ کے لئے ۶۴۰۰۰۰۰ پونڈ کی مزید رقم منظور کی۔ ملکی بچاؤ کے لئے قرضہ کی رقم اب ۱۲۴۰۰۰۰۰ پونڈ تک پہنچ گئی ہے۔

واشنگٹن ۲۱ جنوری۔ گوڈال کنار کے رقبہ میں امریکی میدانی فوجوں نے بحری فوجوں سے مکمل طور پر چارج لے لیا ہے۔

لنڈن ۲۲ جنوری۔ شمالی افریقہ میں آٹھویں فوج مشرق اور جنوب مشرق کی طرف ٹریپولی کے کچھ اور قریب پہنچ چکی ہے۔ دن بھر دشمن سے جھڑپیں ہوتی رہیں۔ اتحادی طیاروں نے پیچھے ہٹتے ہوئے دشمن پر زبردست حملے کئے۔ ہوائی لڑائیوں میں دشمن کے تین ہوائی جہاز گرائے گئے۔ بحیرۂ روم میں اتحادی تارپیڈو پھینکنے والے طیاروں نے دشمن کے کئی جہازوں کو نشانہ بنایا۔ وسطی ٹیونیشیا میں جرمن فرانسیسی مورچوں میں پونٹ ڈو فہس کے محاذ پر کچھ اور آگے بڑھ گئے ہیں۔ اور بڑے زور کی لڑائی ہو رہی ہے۔ ایک فرانسیسی اعلان میں بتایا گیا ہے کہ ایک اور بڑی جرمن فوج قیروان کے مغرب کی طرف آگے بڑھنے میں کامیاب ہو گئی ہے۔ جرمن یہاں ایک بہت بڑی فوج سے کام لے رہے ہیں۔ ٹیونس کے شمالی علاقہ میں دشمن کو تین اہم چوکیوں سے نکال دیا گیا ہے۔

ماسکو ۲۲ جنوری۔ روسی اعلان میں بتایا گیا ہے کہ شمالی کاکیشیا میں روسی فوجیں سٹالنگراڈ سے بحیرہ اسود کو جانیوالی ریلوے لائن کے ایک اہم جنکشن کی طرف بڑھ رہی ہیں۔ روستوف پر مختلف اطراف سے بڑھنے والی روسی فوجیں اب ایک دوسرے کے اور قریب ہو گئی ہیں۔ اور لکھایا جنکشن کی طرف پیشقدمی کر رہی ہیں جو روستوف سے پچاس میل شمال کو ہے۔ روسی فوج وارشیلوف پر قبضہ کرنیکے بعد اب کوبان کے میدانوں میں سے ہو کر آرماویر کی طرف جا رہی ہے۔ اس پیشقدمی سے ڈان کے وسطی علاقہ میں دشمن کی چوکیاں خطرہ میں پڑ گئی ہیں۔

لنڈن ۲۲ جنوری۔ برطانی طیاروں نے جرمنی کے صنعتی علاقہ روہر پر شدید حملے کئے کئی جگہ آگ لگ گئی۔ مگر بادلوں کی وجہ سے نتائج صحیح طور پر معلوم نہیں ہو سکے۔ کل دن کے وقت بھی برطانی اور امریکن طیاروں نے شمالی فرانس اور ہالینڈ میں دشمن کے ٹھکانوں پر حملے کئے۔ اور ہوائی میدانوں کو خاص طور پر نشانہ بنایا۔ سب طیارے سلامت واپس آ گئے۔

دہلی ۲۲ جنوری۔ برطانی طیاروں نے ہندوستان کے اڈوں سے اڑ کر اکیاب اور پالیتھے ڈانگ کے درمیانی علاقہ میں دشمن کے فوجی ٹھکانوں پر تین حملے کئے۔ اور بم گرا کر سخت نقصان پہنچایا۔ شکاری طیاروں نے نیچے اڑتے ہوئے مشین گنوں سے گولیاں چلائیں۔ سب طیارے سلامتی سے واپس آ گئے۔

لنڈن ۲۲ جنوری۔ جنرل میکارتھر کے ہیڈ کوارٹر سے اعلان کیا گیا ہے کہ نیوگنی کے کنارے پر اتحادی طیاروں کا مقابلہ ۲۵ جاپانی طیاروں سے ہوا ایک گھنٹہ کی لڑائی میں دشمن کے بارہ جہاز گرائے گئے۔ اور چھ کو نقصان پہنچایا گیا۔ ہمارا کوئی جہاز کام نہیں آیا۔ سالاماندا کے آس پاس کے تمام جاپانی مورچوں کو تیزی سے برباد کیا جا رہا ہے۔ رباؤل میں دشمن کے دو جہازوں کو نقصان پہنچایا گیا۔

دہلی ۲۲ جنوری۔ آج یہاں حضور وائسرائے کی صدارت میں نیشنل ڈیفنس کونسل کا اجلاس ہوا۔ سول ڈیفنس ممبر نے کلکتہ پر ہوائی حملوں کے دوران میں شہری بچاؤ کے بارہ میں ایک بیان دیا۔ بنگال کے وزیر اعظم نے بتایا کہ ان حملوں کا شہریوں پر کیا اثر ہوا۔ آپ نے برطانی طیاروں اور ہوا مار توپوں کی خدمات کی بہت تعریف کی۔ ایئر مارشل نے بتایا کہ ہندوستانی ہوائی بیڑہ کتنی ترقی کر چکا ہے۔ کل گیارہ بجے پھر اجلاس ہو گا۔

دہلی ۲۱ جنوری۔ حکومت ہند نے غیر جانبدار ممالک کی بعض فرموں کی ایک فہرست شائع کی ہے۔ جن کے ساتھ لین دین کرنا جرم ہے۔ یہ بھی ہدایت کی گئی ہے کہ غیر جانبدار ممالک سے بیوپار کرنے والوں کو اس امر کا اطمینان کر لینا ضروری ہے۔ کہ ان کے مال کا بیمہ کسی دشمن کمپنی نے نہ کیا ہو۔

دہلی ۲۲ جنوری۔ عراق کے جنگ میں شامل ہونے پر جنرل ویول نے عراق کے وزیر اعظم کو ایک تار بھیجا تھا۔ جس میں انہیں اس فیصلہ پر مبارکباد دی گئی تھی۔ اس کے جواب میں وزیر اعظم موصوف نے بھی انہیں تار دیا ہے۔

کراچی ۲۲ جنوری۔ سندھ گورنمنٹ نے پرائیویٹ ایجنسیوں کے ذریعہ دس لاکھ من گیہوں خریدنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اور سندھ ریلیف فنڈ میں اسوقت تک تین لاکھ روپیہ جمع ہو چکا ہے۔

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر:- رحمت اللہ خان شاکر